نمائندہ خصوصی

ملتان سے

سانحہ کربلا یہودانِ خیبر اور مجوسانِ ایران کی سازش کا نتیجہ ہے۔
صحابہ کرام مجتہد مطلق ہیں۔ کسی غیر صحابی کو ان پر تنقید کا حق نہیں ہے۔

ستروہیں سالانہ مجلس ذکر حسین سے سید عطاء المحسن بخاری، سید عطاء المومن بخاری، ابوسفیان تائب، مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمد اسحق سلیمی، قاری محمد حنیف جالندھری اور سید کفیل بخاری کا خطاب

دارِ بنی ہاشم میں ۱۰ محرم کو حسب سابق ستروہیں سالانہ مجلس ذکر حسین منعقد ہوئی ملتان میں مومنین کا یہ سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ مجلس صبح ۱۰ بجے ختم قرآن کریم کے بابرکت عمل سے شروع ہوئی اور شام چھے بجے تک جاری رہی۔ پہلی نشست سے ابن امیر شریعت سید عطاء المومن بخاری، مولانا محمد مغیرہ ابوسفیان تائب اور سید کفیل بخاری نے خطاب کیا۔ جبکہ دوسری نشست سے ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مولانا محمد اسحق سلیمی اور قاری محمد حنیف جالندھری نے خطاب کیا۔ سید عطاء المومن بخاری مدظلہ نے سانحہ کربلا کے تناظر میں شیعیت، یہودیت اور مجوسیت کے سیاسی، تہذیبی، ثقافتی اور مذہبی کردار پر انتہائی مدلل گفتگو فرمائی اور دشمنان اسلام کی گھناؤنی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہودیوں اور مجوسیوں نے مختلف حوالوں سے اپنی محرومیوں اور شکستوں کا انتقام لیا۔ سانحہ کربلا ان کی سازشوں کی انتہا ہے۔ سیدنا حسینؓ کو جس دھوکہ دہی سے شہید کیا گیا وہ منافقین عجم کا طرہ امتیاز ہے۔ سیدنا حسینؓ کے پیش نظر کبھی بھی بنوامیہ اور بنوھاشم کی تفریق نہیں رہی۔ خاندان نبوت کی روایات کی پاسداری میں انہوں نے نسبی و ایمانی مراسم کی وہ نظیر قائم کی جو بجائے خود ایک اسوہ اور ایک معیار ہے۔ سیدنا حسینؓ نے اجتہاد فرمایا اور اپنے منصب کے اعتبار سے انہیں اس کا حق تھا۔ وہ شہید غیرت ہیں۔ بے شک ان پر ظلم ہوا اور کوئی مسلمان انکی مظلومانہ شہادت سے انکار نہیں کر سکتا۔ بعض لوگ سانحہ کربلا کو حق و باطل اور کفر و اسلام کا معرکہ قرار دینے پر مصر ہیں اور اسے جہاد منوانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور اس کے لئے تاریخ کی جعلی اور مکذوبہ روایات کے سہارے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ خواہ اس کوشش میں انہیں کتنے ہی صحابہ کرام کی اہانت و تکذیب کرنی پڑے تاریخ کے راستے سے اعتقادات میں رسوخ پیدا کرنے والے فریب کار اور نقب زن ایک تو وہ ہیں کہ جن کے قلب و نظر میں ازواج و اصحاب رسول علیہم الرضوان کے خلاف بغض و عناد شر وفساد اور حسد کے علاوہ کچھ اور ہے ہی نہیں۔ دوسرے وہ ہیں کہ جنہیں اہل سنت ہونے کا بے ثبوت دعوی ہے اور جن کی شپر چشمی کے عبرتناک مظاہر نے بذات خود تاریخ میں کئی السیوں کو راہ دی ہے۔ تاریخ ہمارے لئے صحت ہے نہ معیار اور نہ معتبر! اس لئے ہمیں کسی فلسفۂ تاریخ کی احتیاج نہیں۔ ہمارے لئے کلام ربانی اور ارشاد نبوی ہی حجت، معیار اور معتبر ہے۔ یہی حق اور عین حق ہے۔ اسی کا نام دین ہے۔ پھر اس حق کے فکری و عملی اظہار کا معیار حقیقی صرف اور صرف صحابہ کرام ہیں۔ دین کی تفہیم و تشریح اس وقت ناممکن ہے جب صحابہ کرام کو معیار حق نہ سمجھا جائے۔ وہی تو ہیں جو پروردگان رسالت ہیں۔

صحابہ محبت اور اطاعت رسول میں بے پناہ ہیں۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منشار ہیں۔ صحابہ کرام سے بلاامتیاز محبت اور ان کے منصب کا تحفظ ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ اسی لئے اسلام کے نظام عقائد و افکار کو تلپٹ کرنے کے خواہاں سبائی و مجوسی ایجنٹ ہمیشہ سے صحابہ کرام کے خلاف زبان طعن دراز کر رہے ہیں۔ اور کلب ابن سبا کی طرح بھونک رہے ہیں۔ خواہ یہ لوگ نام نہاد فلاسفہ و مناطقہ ہوں یا متکلمین و مؤرخین، پیر ہوں یا گدی نشین غرض و تقدس مآبی کے کسی بھی روپ میں ہوں ہمارے نزدیک قابل معافی نہیں ہیں۔ جو فکر و نظریہ اور تعبیر صحابہ کرام کے متعلق کسی بھی بدگمانی یا بدکلامی کا سبب بنے سراسر کفر اور باطل ہے۔ اور اس

فکر غلیظ کے حامل تمام لوگ مسلمانوں سے الگ ہیں اور کافر ہیں۔ تاریخ کے بہت سے کاغذی پہلوانوں کو اپنے دجل و تلبیس پر ناز ہے جبکہ اسی تاریخ کے مضبوط حوالوں سے ایسے چند جاہل اور خناس لوگوں کو زندہ در گور کیا جاسکتا ہے۔ اللہ کے نزدیک دین میں جو تقدس قرآن و حدیث کو حاصل ہے۔ وہ تاریخ کو ہرگز میسر نہیں آسکتا۔ سبائیوں اور ایرانی مجوسیوں نے ہر شعبے میں دین کو نقصان پہنچایا ہے۔ کبھی سیدنا علی کی فوج کا کمانڈر بن کر مسلمانوں کو آپس میں بھڑایا اور کبھی کربلا میں آتش انتقام ٹھنڈی کی کبھی ہمایوں کے ذریعہ برصغیر میں شیعہ مذہب کی ترویج کیلئے راہیں نکالیں کبھی میر جعفر پیدا کیا اور کبھی سلطان ٹیپو شہید کیا۔ آپ پہلی صدی سے لیکر آج تک دین اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کا کھوج لگائیں تو یہی لوگ نمایاں نظر آئیں گے۔

سید عطاء المومن بخاری نے آخر میں کہا کہ ہمارے نزدیک سانحہ کربلا کفر و اسلام کا معرکہ نہیں تھا۔ بلکہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی یہودی و مجوسی سازش کا شاخسانہ تھا۔ سیدنا حسینؓ حق پر تھے اور انہوں نے اپنی تین شرطوں اور پھر آخری خطبہ میں دشمن کو بے نقاب اور نامزد کر کے جس حق کا اظہار فرمایا وہ اس سانحہ کے اصل کرداروں کو سمجھنے کیلئے کافی ہے۔

دوسری نشست میں ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ سب کے سب صحابہ کرام دانائے سبل، فخرالرسل اور مولائے کل علیہ الصلوۃ والسلام کے پروردہ ہیں کہ جن کا حکم حکم الٰہی، کلام کلام الٰہی اور عمل منشائے ربی ہے۔ مولائے کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے تین لاکھ سے متجاوز قدسی صفت صحابہ کی جماعت گراں مایہ میں فکر و نظر اور شعور و احساس کا وہ نور منتقل کیا کہ جو قیامت تک امت رسول کیلئے ہدایت اور حریت کے راستوں کو اجالتا رہے گا۔ اسوۂ حسینی میں اسوۂ رسالت کا یہی نورانی عکس نمایاں تر ہے۔ سیدنا حسینؓ نے جہاں غیرت ایمانی کو نیا مفہوم عطا کیا ہے وہاں انہوں نے منافقین کے اس گروہ کو ہمیشہ کے لئے رسوا کر دیا ہے کہ جو ان کے نانا کے دین کے درپے آزاد ہو کر خلافت عثمانی پر مہلک وار کر چکا تھا۔

سیدنا حسینؓ کا اسوہ مقام صحابیت کی تفسیر ہے اور اس سے اس ارشاد نبوی کی صداقت پر ایمان قوی ہو جاتا ہے کہ جماعت صحابہ کا ہر ہر فرد قیامت تک امت رسول کے لئے ذریعہ ہدایت ہے وہ سب آسمان نبوت کے روشن ستارے ہیں۔ وہ سب مومنین کاملین ہیں۔ صحابہ کے ایمان کی گواہی خود اللہ نے کلام اللہ میں دی۔ منافقت اور ایمان کی راہیں متضاد اور جدا جدا ہیں۔ جو لوگ منافقت کا روپ دھار کر صحابہ کی جماعت میں داخل ہوئے اللہ نے وحی کے ذریعے نبی کریم پر انکی منافقت واضح کر دی تھی۔ حضور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کا نام لے لے کر انہیں اپنی جماعت سے باہر نکال دیا تھا۔ اس فیصلۂ رسول کے بعد کسی صحابی رسول کے ایمان میں شک کا اظہار بجائے خود منافقت ہے۔

حادثہ کربلا کے پس منظر میں یہودیوں، سبائیوں اور مجوسیوں کی منافقانہ سازشیں کار فرما تھیں۔ خیبر کی شکست، جزیرۃ العرب سے انخلاء۔ اور اپنے اقتدار کے چکنا چور ہونے کے بعد یہودیوں نے امت مسلمہ میں انتشار افتراق کی گہری سازشیں شروع کر دی تھیں اور وہ اسلامی حکومت کے استحکام اور تیزی سے بڑھتی ہوئی فتوحات سے خوفزدہ ہو کر انتقام پر اتر آئے تھے۔ ادھر ایرانی مجوسیوں کو اقتدار کسریٰ کے ملیامیٹ ہو جانے کے کبھی نہ مندمل ہونے والے زخم چاٹنے کی مصروفیت تھی۔ انہی دو نمایاں عناصر کو ایک حسبی نسبی یہودی مسٹر عبداللہ ابن سبا جیسا شر دماغ سازشی میسر آیا جس نے شہید مظلوم سیدنا حسینؓ کی شہادت تک مرکزی کردار ادا کیا۔

سیدنا حسینؓ نے اگر امیر یزید کی بیعت نہیں کی تو ان کا یہ اجتہادی حق تھا۔ اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ ہر صحابی مجتہد مطلق ہوتا ہے۔ اور مجتہد کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنے اجتہاد پر قائم رہے یا رجوع کرے۔ دونوں صورتوں میں ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا حسینؓ کے اجتہادی موقف کے صاف برعکس اسلامی حکومت کے پنتالیس صوبوں کے مسلمانوں نے مکمل اتفاق سے امیر یزید کی بیعت کی۔ اور انہیں اپنا خلیفہ منتخب کیا۔ ان میں "بدر" "واحد" کے صحابہ بھی موجود تھے۔ اور ان صحابہ نے کسی جبر کے تحت بیعت نہیں کی کہ اس کا تصور بھی اپنے ایمان کا ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ کوفہ کے شیعان علیؓ نے سیدنا حسینؓ کو خطوط لکھے اور تخت خلافت پر متمکن ہونے کی دعوت دی یہی کوفہ پہلے سیدنا علیؓ اور سیدنا حسنؓ کو دھوکہ دیکر شہید کر چکے تھے۔ چنانچہ سیدنا حسینؓ نے سیدنا مسلم بن عقیلؓ کو جائزہ لینے کیلئے کوفہ بھیجا تو حسب دستور سابق کوفیوں نے انہیں بھی شہید کر دیا۔ حضرت حسینؓ کوفہ روانہ ہو چکے تھے۔ کہ راستے میں "ثعلبیہ" کے مقام پر شہادت مسلم سے مطلع ہوئے۔ وہیں آپ نے اپنے

سابقہ موقف سے رجوع کر کے امیر یزید سے ملاقات کا فیصلہ کر لیا اور اسی مقام سے کوفہ کی بجائے شام کی طرف سفر شروع کر دیا۔

ابن زیاد اور شمر------- حضرت مسلم بن عقیل کے قتل میں شریک تھے اور دونوں نے سمجھ لیا تھا کہ اگر سیدنا حسینؓ امیر یزید کے پاس پہنچ گئے تو مفاہمت ہو جائیگی۔ اور قاتلان مسلم کو سزا مل کے رہے گی چنانچہ ان دونوں نے سیدنا حسینؓ کا راستہ روکا اور اپنے ہاتھ پر یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا۔ اس پر سیدنا حسینؓ نے فرمایا کہ "خدا کی قسم! یہ تو میری موت کے بعد ہی ممکن ہے کہ میں تمہارے ہاتھ پر یزید کی بیعت کروں" سیدنا حسینؓ کا یہ فیصلہ عین حق تھا اور غیرت حسین کا تقاضا تھا اس کے بعد شمر اور ابن زیاد نے ظلم کیا اور سیدنا حسینؓ کو شہید کر دیا۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ مکہ سے ثعلبیہ تک کا سفر سیدنا حسین نے خلافت کے لئے فرمایا کہ ان کے نزدیک عراق میں امیر یزید کی بیعت خلافت تب تک منعقد نہ ہوئی تھی لیکن یہ اطلاع کوفیوں کی کہہ مکرنی ثابت ہوئی اور سیدنا حسینؓ کو یقین ہو گیا کہ امیر یزید کی خلافت مستحق ہو چکی ہے۔ چنانچہ آپ مفاہمت اور قصاص مسلم کے لئے کوفہ کی بجائے شام کو ہو لئے۔ یوں کربلا کا سفر، سفر قصاص ہے اور ان سب باتوں کو تائید و تقویت میدان کربلا میں پیش کردہ سیدنا حسینؓ کی ان تین شرائط سے ملتی ہے جو آپ نے جناب عمر بن سعدؓ کے سامنے پیش فرمائیں۔ اور پیش کش فرمائی کہ یا مجھے مکہ کو پلٹ جانے دو یا سرحدوں کو نکل جانے دو کہ عساکر اسلام کا ہمرکاب ہو کر مصروف جہاد ہو جاؤں اور یا مجھے یزید کے پاس جانے دو تاکہ میں اس سے معاملات طے کروں۔ اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں آخر وہ میرا چچا " ہے۔ یہی وہ تین شرائط ہیں۔ جو اہل سنت کیلئے فیصلہ کا معیار ہیں۔ اصل مجرموں کی شناخت کے لئے بھی یہیں سے حقیقی بنیاد فراہم ہوتی ہے۔ ان شرائط کو ائمہ اہلسنت کے علاوہ ائمہ اہل تشیع بھی تسلیم کرتے ہیں------ لہذا ان تین شرائط کے مطالعہ کے بعد کسی قصے، کہانی یا افسانے کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور حقائق کھل کر، ابھر کر نکھر کر اور نتھر کر سامنے آجاتے ہیں۔

آج جو لوگ بھی آل رسول اور اہل بیت رسول کا واسطہ دیکر منافقت کا انتہائی گھناؤ نا کردار ادا کر رہے ہیں۔ حق و باطل کے خانہ ساز معرکے اشعار ہے ہیں۔ اور فرقہ واریت کو ہوا دے رہے ہیں۔ ان کی ساری خرمستیاں سبائی دولت، اشتری حیلوں، مکیمی تجبر اور مختاری چالوں کی مظہر کامل ہیں۔ یہود و مجوس کی ساری تگ و دو اس نکتہ پر مرتکز و مرکوز ہے کہ تاریخ، ادب، سیاسیات، سماجیات اور اعتقادات کے ہر ہر گوشے میں شرک اور نفاق کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے خانوادہ نبوت کے خود ساختہ بت کھڑے کر دیئے جائیں۔ میدان جنگ میں عبرتناک شکست اور ذلت سامان موت سے پے در پے دوچار ہونیوالے اعدائے خدا اور رسول کے پاس یہی ایک انتقامی حربہ تھا جو پوری قوت سے اور مسلسل آزمایا گیا اور آزمانے والے وہی تھے کہ فتنہ و سازش اور شرک و نفاق جن کی فطرت و طینت، ضمیر و خمیر، سرشت و خصال اور فکر و نہاد کے اجزائے ترکیبی ہے۔

بند گئی بو تراب اور محبت آل رسول و اہلبیت اطہار کا نعرہ سرزمین عجم کو اسی لئے راس آیا کہ یہاں صنم پرستی، شاہ پرستی اور شخصیت پرستی مزاجوں کا حصہ ہو چکی ہے۔ اجرام فلکی سے لیکر حشرات ارضی تک کونسی چیز ہے جو عبادت و ریاضت کی سزاوار نہ تھی۔ بند گئی طاقت و دولت، آئین ہائے کہنہ و نو کے متن واحد کا درجہ رکھتی تھی۔ ایسی رت میں ایسے ماحول میں اور ایسے موسم میں خبیثان عجم یہود وان خیبر اور مجوسان ایران و فارس کے لئے سازگاری ہی سازگاری تھی۔ چنانچہ ملت ابراہیمی کی عالمگیر وحدت کو پارہ پارہ، امت محمدیہ کی ابدی شوکت و سطوت کو مجروح و مسخ کرنے کیلئے ایک متوازی اور متضاد دین ایجاد کیا گیا۔ دین عجم کے پجاری گزشتہ تیرہ سو سال سے اسلام کے صدر دوں میں اپنی جانکاہ ہزیمتوں کا انتقام لے رہے ہیں۔ لیکن یہ دین اسلام ہے کہ خون صحابہ اور اسوہ آثار صحابہ اس کے قابل تسخیر قلعہ کی فصیلیں ہو گئے ہیں۔

آپ نے آخر میں کہا کہ سانحہ کربلا کے سلسلہ میں اہل سنت کا اجماعی موقف یہ ہے کہ سیدنا حسینؓ کو ٹھیک اسطرح دھوکہ دیا گیا جس طرح سیدنا علیؓ کو دھوکہ دیکر شہید کیا گیا۔ اس سانحہ عظیم اور حادثہ فاجع کو سمجھنے اور حقیقی سازشی کرداروں سے آگاہی کیلئے شہادت سیدنا عثمانؓ کے محرکات اور اسباب و عوامل کو جانچنا ضروری ہے۔ سیدنا حسینؓ نے خود فرمایا کہ " وہ دھوکہ کا شکار ہوئے ہیں اور انہیں شیعوں نے تباہ کر دیا ہے۔ ہمارا موقف بڑا واضح اور دوٹوک ہے۔ ہمارا ایک ہی سوال ہے کہ جن صحابہ نے امیر یزید کی بیعت کی اس کے پیچھے نمازیں ادا کیں۔ اسکی کمان میں جہاد کیا اور اس سے ہدایہ و نذرانے وصول کئے ان کے ایمان کے بارے میں آپ کیا کہیں گے اور ان میں سیدنا حسینؓ کے بھائی محمد بن علی (محمد بن حنفیہ) بھی شامل ہیں۔ ہمیں خارجی کہنے والے بزدل پہلے ان صحابہ کو خارجی کہنے کی جرأت کریں۔ یا اپنی غلیظ زبانوں کو بند کریں۔ ورنہ حقائق خود بخود ان کی درازز بانوں کو لگام دے دیں گے۔

بقیہ از ص ۵۵

خاندان امیر شریعت سے پر خلوص لگاؤ کا یہ عالم تھا کہ اماں جی (اہلیہ امیر شریعت) کی وفات کا سن کر تکلیف کی حالت میں جنازہ میں شرکت کیلئے ملتان روانہ ہوگئے۔ گھر والوں نے روکا کہ سینہ میں تکلیف ہے۔ سفر میں شدید ہو سکتی ہے۔ صحت ٹھیک ہو جائے تو پھر چلے جانا۔ مگر انہوں نے جواباً کہا کہ وہ ملتان ضرور جائیگا۔ خواہ وہ دوران سفر ہی فوت ہو جائے۔

ایسے مخلص کارکن ہی قوموں اور جماعتوں کی زندگی ہوتے ہیں۔ جماعتیں انہی کے ایثار اور محنت و خلوص سے پروان چڑھتی ہیں۔ اور انہی کے دم قدم سے جماعتیں پھلتی پھولتی ہیں

افسوس! مفاد پرستی کی سیاست نے ایسے قومی کارکنوں کو یکسر نظر انداز کرنے کے رجحان کو تقویت دی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب تربیت سے محروم سیاسی کارکن اخلاق سے عاری اور خلوص سے تہی دامن ہیں۔ بدر مرحوم ایک تربیت یافتہ۔ خوش اخلاق مخلص اور غیرت مند مسلمان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی خدمات و حسنات قبول فرمائے اور ان کی قبر کو بہشت کا باغ بنائے۔ (آمین)

بقیہ از ص ۳۹

دونوں ساتھیوں کے ساتھ سُلادے گا کیونکہ میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں اور ابوبکرؓ، عمرؓ نے یہ کام کیا میں اور ابوبکر، عمر فلاں جگہ داخل ہوئے غرضیکہ آپ ہر کام میں ان دونوں کو شریک کر لیتے تھے۔ (ابن ماجہ)

یا اللہ مدد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،
من جاء بالحسنة فله عشر امثالها
(القرآن)

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
خیرکم من تعلم القرآن وعلمه
(الحدیث)

زیر تعمیر جامع مسجد
مدرسہ دارالعلوم، حسین خیل پٹھان

عزیز حضرات مدرسہ و مسجد کی تعمیر کے اس کار خیر میں بھرپور حصہ لیں، دینی مراکز کو مضبوط کریں، تاکہ خدمت و اقامت دین کا مقدس فریضہ بہتر طور پر سر انجام دیا جا سکے!

خلافت راشدہ
خلیفہ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق
سیدنا عمر فاروق
سیدنا عثمان
سیدنا علی المرتضیٰ
سیدنا حسن مجتبیٰ
سیدنا معاویہ
رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

ترسیل زر کے لئے (۱) بذریعہ بینک ڈرافٹ یا چیک اکاؤنٹ نمبر ۹۰۲۰ یو بی ایل بھکر۔ ۲۔ بذریعہ منی آرڈر یا نقد دستی۔ یا درج ذیل پتہ پر بھیجیں!

خادم علماء دیوبند، حضرت مولانا غلام حسن خان، خطیب و مہتمم مدرسہ دارالعلوم، حسین خیل پٹھان، مقام و ڈاکخانہ چھینہ ڈگر، تحصیل و ضلع بھکر!